NPA DOC NO 0035
DATED: 24/11/2019

امن سے رہیےء

دعوت خاص برائے تعمیر رام مندر ہو رہی ہے!

ملّت میں بابصیرت، دانشمند قیادت کا فقدان!!

ناظم الدین فاروقی

(اسکالر، کالمنویس، تجزیہ نگار، اوپینین لیڈر اور سماجی جہد کار)

ملّت میں بالبصیرت و دانشمند قیادت کا فقدان!!

دعوت خاص برائے تعمیر رام مندر

ہندوستان میں آزادی کے بعد سے پہلی مرتبہ سیاسی، مذہبی اور معاشی استبداد اپنے عروج پر ہے،RSS کی کٹّر انتہاء پسند مسلم دشمن فکر و پالیسیوں کے اثرات اب مسلمانان ہند محسوس کر رہے ہیں۔ ملک کا باشعور طبقہ چاہے وہ کسی بھی مذہب کا کیوں نہ ہو اب اس بات کو تسلیم کر رہا ہے رکہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت پر حکومت کے مظالم اور زیادتیاں ہو رہے ہیں۔

گذشتہ 6 ماہ سے مسلمانوں کی صفوں میں بعض تیز تر تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں جس سے اندازہ ہو چکا تھا کہ مذہبی قیادت اور چند نکمّے دانشوروں کو لیکر RSS ایک نیا کھیل کھیلنے جا رہی ہے۔ پہلی مرتبہ بی جے پی اکثریت سے کامیاب ہوئی تو راشٹریہ مسلم منچ بنایا گیا جسکا سربراہ۔۔ اندریش کمار ہے اسنے ہر سطح پر مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی کوشش کی۔ لیکن اس ناکامی کو دیکھتے ہوئے RSS کے پالیسی سازوں نے 17 ویں لوک سبھا 2019 کے دوسری میعاد میں زبردست کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنی حکمت عملی بدل ڈالی۔ اور چند ایسی مذہبی جماعتوں اور قائدین کو خوف و

لالچ میں لاکر اپنا سیاسی غلام بنانے میں کامیابی حاصل کرلی۔ جس کے تباہ کن منفی اثرات ملّت اسلامیہ ہند پر پڑھنے لگے۔ اور چند ہی دنوں میں یہ مٹھی بھر مذہبی قیادت و جماعتیں منظر عام پر آگئے اور ایک ظالم طاقت کی وفاداری اور چمچہ گری میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

بابری مسجد کا 9 نومبر 2019 کو سپریم کورٹ کی جانب سے سنایا گیا۔ فیصلہ، دستور و قانون کے ماہرین سیکیولر صحافیوں اور داشوروں بالخصوص مسلمانان ہند کے لیے ء بڑا ہی افسوسناک و مایوسی کا دن تھا۔ بابری مسجد سے متعلق عام طور پر 4 سیاہ دن قرار دیئے جاتے ہیں لیکن یہ 4 نہیں 5 سیاہ دن ہوگئے۔ (1) 22 ڈسمبر 1949 جس رات مسجد میں مورتیاں رکھی گئیں (2) 1986 جب راجیو گاندھی نے مسجد کا تالا کھول کر پوجا کی اجازت دے دی تھی۔ (3) 6 ڈسمبر 1992 جس دن بابری مسجد کو لاکھوں انتہاء پسند ہندو کارسیوکوں نے شہید کر دیا (4) اور 9 نومبر 2019 جسدن بابری مسجد کے مالکانہ حقوق کو مسلمانوں سے چھین کر عقیدے کی بنیاد پر ہندوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ (5) 10 نومبر 2019 کو مسلم جماعتوں کے سربراہ و نمائیدے اور نام نہاد قاعدین و مولوی اور بونے دانشور، اجیت ڈوول، قومی صیانتی مشیر کی دعوت پر انکے گھر معقد کی میٹنگ میں دوڑے دوڑے شرکت کی اور تناول وطعام بھی کیا۔

ملّت اسلامیہ ہند کے 9، اور 10 نومبر 2019 کے دونوں دن سیاہ کہلائے جائینگے بابری مسجد کے حق ملکیت کو ہندو عقائد کے مطابق سوقط کر کے رام مندر کے حوالے کر دیا گیا شرکاء کے مطابق دعوت نامے 8 نوبر کو ہی موصول ہو چکے تھے۔ یہ سب بڑے پیمانے پر حکومت کی مشنری نے ڈرامہ بازی کیلیء سین تخلیق کیا تھا۔ اور 10 نومبر کو معروف جماعتوں کے ذمّہ داران ہاتھ جوڑ کر پہنچ گئے۔ اور سوشیل و فوجی میڈیا میں فوٹوز کی بھرمار شروع ہوگئی۔ اجیت ڈوول کو بعض نمائندوں نے احتجاجی نوٹ اور CAB پر تشویش کا اظہار شامل کرنے کو کہا حکومت کی جاری کردہ پریس ریلیز میں یہ سب غائب تھا، مولویوں اور قائدین کی میڈیا کیلیء فوٹوز کی ضرورت تھی انہوں نے اس بہانے سے زبردست

فائدہ اٹھالیا۔ RSS کی حکومت یہ تاثر دنیاء کو دینا چاہتی تھی کہ ساری مسلم جماعتیں، قائدین و زعماء ہماری تائید میں ہیں۔

RSS کی حکومت یہ تاثر دنیاء کو دینا چاہتی تھی کہ ساری مسلم جماعتیں، قائدین وزعماء ہماری تائید میں ہیں۔

یہاں پر ہمیں جماعتوں کے افکار اندرونی نظام دعوت، تربیت، خدمت، طریقہ کار و منہج کے سلسلے میں کچھ کہنا نہیں ہے بلکہ ہم صرف بے لاگ دوٹوک گذشتہ چندماہ سے جاری ناقابل گرفت سرگرمیوں اور اس ملاقات کا سنجیدہ تجزیہ کرنا چاہتے ہیں جس سے ملّت اسلامیہ ہند کے ایک مرتبہ پھر سے احساسات مجروح ہوئے ہیں اور انکے زخموں پر مزید نمک مرچ ڈال کر مضطرب کر دیا گیا۔

اگر ملّت کی غیرت عزّت وناموس کالحاظ رکھاجاتا تو آج تاریخ میں یہ جیالوں کا نام حق گو قائدین کی صف لکھاجاتا۔ ہونا تو یہ چاہیےء تھا کہ جب 9 نوبر کو 12 بجے تک یہ ساری دنیا کو پتہ چل چکا تھا کہ مسلمانوں کے خلاف رام مندر کی تائید میں فیصلہ صادر ہو چکا ہے تو وہ تمام اجیٹ ڈوول کی جانب سے مدعو کردہ سربراہان جماعت اور قائدین جمع ہو کر صلح ومشورہ سے ایک میمورنڈم تیار کرتے جس میں حالیہ لوک سبھا انتخابات کے بعد سے 154 دن میں جو راست مسلمانوں کے خلاف قوانین بنائے گئے اور فیصلے صادر ہوئے، جیسے لنچنگ قانون، تین طلاق، UAPA، کشمیر 370 کی منسوخی مظفر نگر کے فساد کے تمام 49 مجرمین کی براءت، بابری مسجد مسئلے میں مسلمانوں کو حق ملکیت سے محروم کیا گیا اور CAB کے مجوزہ بل جو اس سرمائی سیشن میں پیش کیا جارہا ہے اس کے علاوہ ایس 26 بڑے مسائل تھے جسے حکومت کے سامنے اٹھانا ضروری تھا۔ جماعت اسلامی جیسی بڑی تنظیم سے بھی اتنی بڑی غفلت اور تساہلی ہو گی۔ اپنے جمہوری اور دستوری حق کو بالائے طاق رکھ کر بے وقت بے معنی سارے جماعتوں کے ذمّہ داران اور قائدین امن امن کی تسبیح پڑھنے لگے۔

چاہے کوئی کتنا ہی بڑا متقی امام ہو یا امیر المؤمنین ، یہ بات سنجیدگی سے سوچنا چاہیےء تھا ایسے موقع پر دعوت خاص "برائے تعمیر رام مندر" کو ذرا اپنے کسی کم درجہ کے ایک دو ذمّہ داروں کے ذریعہ طاقت ور میمورنڈم روانہ کر دیتے اور اسکا متن پریس میں دے دیتے تو مسلمانان ہند کے لیےء بڑی عزت و قار کا معاملہ ہوتا۔ اجیٹ ڈوول نے جو مشترکہ بیان حکومتی سطح پر جاری کیا وہ یکطرفہ تھا، مسلم نمائندوں کے احتجاجی نوٹ کو شامل نہیں کیا، مولویوں کے ساتھ فوٹوز کا بھرپور استعمال پریس میں کیا گیا ساری دنیا میں RSS نے ڈنکے بجادیئے کہ مسلمان اور پرسنل لاء بورڈ ہمارے ساتھ ہے۔

اجیت ڈوول جیسا سخت ترین عہدہ دار جو کشمیر میں معصوم عوام کو 100 دنوں سے راکھ چٹا رہا ہے اور ہر قسم کی زیادتیوں میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ملاقات کرنا اپنے شدید جذبات کا احساس دلانا تھا تو وہ وزیر اعظم نریندر مودی یا دوسرے سینیر بی جے پی قائدین کے ساتھ ملاقات کے دوران کسی وقت کر دیتے تو بہتر تھا۔

یہ کیسے دانشور قائد حضرات ہیں جنھیں اتنی بھی سمجھ نہیں ہیکہ قومی صیانتی مشیر کا ہمارے حقوق سے کیا لینا دینا ہے۔ کیونکہ حکومت نے اس چھوٹے درجے کے عہدار کے پاس سب کو ہانک کر جمع کر دیا ہے۔ اس عہد دار کے ہاتھ میں یہ ضرور ہیکہ وہ کسی کے خلاف بھی خطرناک جرائم میں ملوّث ہونے کا فائل کھول دے کیا ہمارے مسلمان قائدین کسی کے اشاروں پر بے محل بے وقت کی باتیں کر کے اپنے دستوری حقوق کو بھلا دینا چاہتے ہیں۔

ہمارے ملّی قائدین و جماعتیں یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ دنیا میں ایک طاقتور ہندو بلاک وجود میں آ چکا ہے، موہن بھاگوت نے اسکا اعتراف بھی کیا ہے اور کہا کہ ہندو راشٹر اا ب بن چکا ہے۔ طویل عرصے تک ایک جماعت و گروہ میں رہنے سے اٹوٹ وابستگی و وفاداری و تابعداری جامد نظر و فکر بن جاتی ہے، ہونے والے بیشتر تیز رفتار تبدیلیوں اور مخالف طاقت کی سازشوں کا دور اندیشی سے اسکا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

زندہ اقوام ہمیشہ نازک موقعوں پر اپنا احتساب کرتی ہیں اور تنقید و تبصرہ و تدقیق تحلیل و تجزیہ پر غصّے میں آپے سے باہر نہیں ہو جاتے۔ بلکہ سنجیدگی سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اصلاح کی طرف توجہ دیتی ہے۔ بعض قائدین اور دینی جماعتوں کے کارکنان بھی اپنے ذمّہ داروں اور قیادت کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں اور مستعفی ہو رہے ہیں اور بعض ایسے بھولے مخلص کارکنان ہیں جو جماعتوں پر اعتراض و تنقید پر آگ بگولہ ہو رہے ہیں۔ بیشتر کی سمجھ میں نہیں آرہاہیکہ انکی جماعت و شوری نے کہاں غلطی کی اور ٹھوکر کھائی ہے۔ انسانی فیصلے میں غلطیاں ہو سکتی ہیں اور موجودہ گمبھیر مسائل و اشیوز میں اختلاف ضرور ہو سکتاہے۔ یہ کوئی تقدیس و عقیدہ کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتاہے کہ ملّت کی قیادت و سیادت کے جلیل القدر منصب پر جو فائز ہوں جو چاہے مضر رساں کام کریں اور ہم سب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں۔ جتنا حق بعض دینی حلقوں کو حاصل ہے ہے اتنا ہی حق مسلم عوام کو گرفت و احتساب کا ہے۔ مذہبی قیادت و جماعت امّت سے ہے، امّت جماعت سے نہیں ہے، آپس میں کھل کر فکر کے ساتھ گفت و شنید کی بنیاد ڈالی جانی چاہیےء تاکہ ملیّ اتحاد کے ساتھ امّت صحیح رخ پر گامزن رہے۔

ملّت کے ان بڑے اکابرین اور اسلامی جماعتوں سے سوال ہے کہ جمہوریت میں وقت پر اپنے دستوری حقوق اپنی حفاظت کے لیےء حکومت کے سامنے ڈٹ کر مطالبات رکھیں۔

ہماری ملیّ قیادت اور جماعتیں حکومت اور اکثریتی سماج سے خائف ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں پارلیمنٹ میں 303 بی جے پی کی نشتیں ہیں اور وہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے، لیکن آج بھی سیاسی پارٹیوں کی اکثریت سیکیولر ہے بی جے پی کے پاس صرف 37.4% ووٹ بنک ہے جبکہ دیگر پارٹیوں کے پاس 62.6% ووٹ ہے۔
جمہوریت مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔ یہ ہمارے قائدین اور جماعتیں بجائے انکے درمیان ملک کی بڑی اقلیت مسلمانوں کے بقاء و تحفظ و ترقی کے ایجنڈے کو متحد طور پر رکھ کر محنت کرتے اور حکومت کی لغوء بوگس امن لائن نہیں تھامتے تو آج مسلمانان ہند کا وقار کچھ اور ہوتا۔

جمہوریت میں احتجاج، اختلاف، اور اپنے جائز مطالبات کے لیےء سیاسی، سماجی، قانونی، دباؤبنائے رکھنا، جمہوریت کے بہت سے محاسن میں سے ایک ہے، اگر کوئی بی جے پی حکومت کے سامنے کسی کو سرنگوں ہونا تھا تو یہ 48٪ والی اپوزیشن جماعتوں کو ہونا چاہیےء تھا۔ لیکن ہندو سیاسی قائدین سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیےء۔ بحر حال اپنی علیحدہ جماعت کی پوزیشن بنائے رکھنی چاہیے چاہے وہ دو ارکان ہی کیوں نہ ہوں۔

In a country where the political & legal rights are fully denied shared democracy rationale is correspondingly weakened.

بعض ملّی قائدین اور جماعتیں بجائے چیالنجس کو مخاطب کرنے اور اسکا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے کے، بے محل بے وقت "تاریخ اسلام" کی باتوں کو جوڑ دینا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ جن علماء حق اور ملّی قائدین نے دوٹوک بیانات دے کر حق گوئی کا عظیم فریضہ انجام دیاہے۔ جن میں بیرسٹر اسد الدین اویسی، ابو عاصم اعظمی، قائم رسول الیاس، کنوینز بابری مسجد کی ورکن جماعت اسلامی مولانا ولی رحمانی وغیرہ شامل ہیں، حال ہی میں ایک اہم میٹنگ میں جس میں تمام جماعتوں کے نمائندے شریک تھے۔ مولانا ارشد مدنی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے جناب اسد الدین اویسی ایم پی صاحب نے دوٹوک کہا مولانا موہن بھاگوت پر آپ اعتماد کر سکتے ہیں "اگر دو سو زہریلے سانپ ہیں تو ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے لیکن موہن بھاگوت پر نہیں"۔

ملّی غیرت حمیّت، عزّت وناموس، کے لیےء ظالم طاقتوں کے مقابل چٹّان کی طرح کھڑے رہنا پڑتا ہے یہ نہیں کے اخلاق وامن وسدھ بھاونا کے نام پر ملّت پر ہونے والی بار بار کی 'قانونی ضرب کاری، تشدد اور ذلّت آمیز پالیسی کے خلاف لب کشائی کرنے "Response has to be smarter" کے بجائے غیر اخلاقی، غیر منطقی، سیاسی عمل میں ملوّث ہونا قابل مذمّت ہے۔

ختم شد

بشکریہ روزنامہ اعتماد اردو حیدرآباد، تاریخ اشاعت 24/11/2019 مصنف کے مضامین ہر ہفتہ ملک کے 20 سے زیاد
ہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

NPA DOC NO 0035
Dated : 24/11/2019
Total Number of words: 2475